

مولانا شیخ احتشام الدین ندوی *

صحابہ کرام کی عظمت و محبت اور ان سے وابستگی

نبی کریم ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں جو معاشرہ منصفہ شہود پر آیا وہ صحابہ کرام کا معاشرہ تھا جس سے زیادہ دلکش کامل اور تمام انسانی محاسن سے آراستہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے چنانچہ اس معاشرے کا تعارف اسی کے ایک عظیم فرد کی زبان سے سنئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ”آبر الناس قلوباً، أعمقهم علماً اقلهم تكلفاً“ وہ نیک دل، پاکباز، علم میں گہرائی و گیرائی والے، اور کم گفتار تھے۔ اگر صحابہ کرام کے معاشرہ کا کسی دوسرے معاشرے سے موازنہ کیا جائے تو مجموعی حیثیت سے اسی کا پلہ بھاری نظر آئے گا اور ایسا کیوں نہ ہو نبی کریم ﷺ کی تربیت و نگہداشت نے ان کو سیرت و کردار، اخلاق و عادت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا تھا آپ کی تربیت نے ان کو کندن بنا دیا تھا۔

قرآن اور احادیث نبویہ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام زندگی کے تمام معاملات میں کس قدر کھرے اور پختہ نظر آتے ہیں۔ اطاعت کیشی، فرمانبرداری، اشتغال امر ان کی بنیادی صفت تھی، ان کا ہم پر یہ حق ہے کہ انکے زندہ و تابندہ نقوش کو اپنے دلوں کے خانوں میں بسایا جائے۔ ان کی زندگی کے عملی نمونوں کو ہر لمحہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔ ان سے وابستگی اور تعلق پر فخر و اعتراف محسوس کریں۔ حدیث میں صاف طور پر اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا وعلیکم بستنی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین عضو علیہا بالتواجد

آج مسلمان جس پر آشوب دور اور ناگفتہ بہ حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان پر طرح طرح کی مصیبتیں، اور آزمائشیں، پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ فلسطین، افغانستان اور اسلام کے دوسرے ممالک میں اسلام دشمن طاقتیں اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کو مٹانے اور اسلام کو صفحہ ہستی سے ناپید کرنے پر متحد و متفق ہو کر سامنے آچکی ہیں۔ اور اس کے علاوہ پوری دنیا کے مسلمان عجیب و غریب کمپری، یاس و قنوطیت کا شکار ہیں، ان کے اسلامی جذبات اور اسلامی روح جوان کے اندر پیغمبر اسلام نے پیدا کی تھی وہ بالکل مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ ان کا اسلامی تشخص

بالکل خطرہ میں ہے۔ ایسے حالات میں یاس و قنوطیت اور ناامیدی کی بجائے، حوصلہ و ہمت، عزم محکم اور عمل پیہم اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے، کیونکہ مسلمانوں کا تعلق ایک ایسی قوم اور ایسے مذہب سے ہے جس کا ماضی بڑا تباہکار اور روشن رہا ہے اور ہمیں اپنے حال و مستقبل کی حفاظت اور تقویٰ و بالادستی کے لئے حیران و پریشان اور آہ و فغاں کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کو اپنے مستقبل کو تباہکار اور روشن بنانے کے لئے اپنے ماضی کی طرف دیکھنا ہے اور اس کے عملی نمونوں کو پیش نظر رکھ کر کارگاہ حیات میں قدم رکھنا ہے، اس موقع پر راقم السطور کو حضرت علامہ شبلی نعمانی کی وہ حوصلہ افزاء بات یاد آ رہی ہے جو انہوں نے ایک موقع پر تحریر فرمائی تھی، یقیناً وہ بات آب زر سے لکھنے کے لائق ہے بلکہ ہر جگہ اس کو آویزاں کیا جائے تاکہ مسلمانوں کے حوصلوں اور ولولوں میں اضافہ ہو، اور وہی جوش جنوں پیدا ہو جائے جو قرن اول میں صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا، چنانچہ علامہ شبلی نعمانی کا وہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”یورپ کا کوئی ماضی نہیں، اس لئے وہ مستقبل کے اندھیروں میں جدھر چاہے ٹھوکریں کھاتا پھرے، لیکن اسلام کا ماضی اتنا شاندار ہے کہ مسلمانوں کی ترقی آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنے میں ہے، یہاں تک ہٹتے ہٹتے خیر القرون، عہد صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ کے عہد مبارک تک جا پہنچیں“

موجودہ حالات کا واحد حل یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بابرکت شخصیات اور ان کی زندگی کے عملی نمونوں کا سہارا لیا جائے۔ ان کو سامنے رکھ کر کارگاہ حیات میں قدم رکھا جائے۔ اور ان کی عظمت و محبت کے نقوش سے اپنے قلوب کو آراستہ کیا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کی کامیابی کا اصل راز اسی میں مضمر ہے۔

صحابہ کرام کی عظمت و محبت کو اللہ تعالیٰ کے نبی محمد ﷺ نے کبھی اس انداز سے اجاگر فرمایا: اصحابی کا النجوم باہم اقتدیتم اھتدیتم، اور کبھی اس انداز سے ان کی عظمت و محبت کو تقویٰ و بالادستی عطا فرمائی: ”فمن احبهم فحبی احبهم ومن ابغضهم فبغض ابغضهم وخیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔“

قرآن و احادیث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کا کتنا مقام بلند فرمایا اور ان کو پوری امت اسلامیہ کیلئے معیاری انسان قرار دیا۔ انہیں کو نبی کریم کے بعد اصل میزان اور اصل کسوٹی قرار دیا گیا۔ ان کی عظمت و محبت کی اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے، صحابہ کرام کی محبت، نبی کریم کی محبت قرار پائی۔ ان سے وابستگی، نبی کریم سے وابستگی کے مترادف قرار دی گئی، ان کی محبت اور عظمت کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا۔ ان سے بغض و حسد اور نفرت و بیزاری کفر کی علامت شمار کی گئی، لہذا ایک انسان جو مسلمان ہونے کا دعوہ کرتا ہو، لیکن اس کا دل صحابہ کرام کی

محبت و عظمت سے رشار نہ ہو اور ان کی عظمت و محبت کے زندہ و تابندہ نقوش اس کے دل کے تہہ خانوں سے بالکل مفقود ہو گئے ہوں اور اس کا ساز محبت صحابہ کرام کے ساز محبت سے میل نہ کھاتا ہو تو وہ گوشت و پوست کا ڈھانچہ تو ہو سکتا ہے لیکن اس کو کامل انسان قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کا صاف ارشاد ہے:

”وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا“ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۰)

مذکورہ آیت کا مطالعہ کیجئے، تمام مفسرین کی اس بات پر اتفاق ہے کہ ”غیر سبیل المؤمنین“ سے صحابہ کرام کی جماعت مراد ہے۔ اس آیت کی روشنی میں وہ لوگ اندازہ لگائیں جو صحابہ کرام کی عظمت ان کے وقار ان کی دین متین سے وابستگی اور تعلق کو کالعدم قرار دیتے ہیں، دین کے راستے میں ان کی کاوشوں اور محنتوں کے منکر ہیں ان کی زندگی ان کو مکمل معیار نظر نہیں آتا ان کا اعتراف ان کے حلق سے نہیں اترتا، وہ خود اپنا انجام سوچ سکتے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام کی عظمت و محبت ان کے طریقے سے اعراض و روگردانی، نملالت و گمراہی کا پیش خیمہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اگر وہ اپنے دل میں ان کی طرف سے کینہ رکھتا ہے تو وہ دراصل شیطان کا پیرو ہے کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور امت محمدیہ کے بہترین طبقہ کے خلاف اپنے دل میں دشمنی رکھتا ہے۔ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنی اس روش سے توبہ نہیں کرتا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرام اسلام کی ایسی بیش قیمت اور زریں زنجیریں کہ اگر اس کے ایک حلقہ (کڑی) کو بھی جدا کر دیا جائے تو معلوم ہے کیا ہوگا؟ ہمارا سارا دین غیر مستند قرار پائے گا، ہمارا علمی تفوق و بالادستی اور اسلامی تہذیب و تمدن کا سارا ذخیرہ ملیا میٹ ہو کر رہ جائے گا۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک اقتباس ذکر کرنا مناسب ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے:

”صحابہ کرام ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوت اسلامی کا ثمر اور رسالت محمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہیں ان کی سیرت و اخلاق میں جو حسن نظر آتا ہے وہ نبوت محمدی کی جلوہ سامانیوں کا پر تو ہے ان سے زیادہ عظیم الشان اور تابناک تاریخ کسی دوسرے طبقہ کی ملنی مشکل ہے۔“

قرآن کریم میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ۔ (سورۃ الحشر۔ ۱۰)

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہ آیت دلیل ہے کہ صحابہ کرام کی محبت ہم پر واجب ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: ”جو شخص کسی صحابی کو مایوس کرے یا اس کے متعلق برائی کا اعتقاد رکھے اس کا

مسلمانوں کے مال فنی میں کوئی حصہ نہیں اور چونکہ مال فنی میں حصہ ہر مسلمان کا ہے تو جس کا اس میں حصہ نہیں اس کا اسلام و ایمان مشکوک ہو گیا۔“

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ”میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا کہ یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک اس کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت و ملامت نہ کریں۔“

عوام بن حوشب نے فرمایا: میں نے اس امت کے پہلے لوگوں کو اس بات پر مستقیم اور مضبوط پایا کہ وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے تھے کہ صحابہ کرام کے فضائل و محاسن بیان کیا کرو تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت و عظمت پیدا ہو، اور وہ مشاجرات اور اختلاف جو ان کے درمیان پیش آئے۔ ان کا ذکر نہ کیا کرو جس سے ان کی جرات بڑھے (اور وہ بے ادب ہو جائیں)

حضرت مولانا عبد الماجد ریاض آبادیؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

”محققین و متکلمین نے لکھا ہے کہ جب دوسرے مؤمنین کے لئے دعا و استغفار اور ان کی طرف سے حدود بغض سے برأت عامہ مؤمنین کی شان ہے تو صحابہ کرام جو امت کے خواص ہی میں نہیں اخص الخواص تھے ان کے لئے یہ کیسے قابل تسلیم ہو سکتا ہے کہ وہ عارضی اختلافات اور تنازعات کی بنا پر ایک دوسرے کے بدخواہ اور ایک دوسرے کے حق میں لعان ہو گئے ہوں“ (تفسیر ماجدی ص ۱۰۹ مطبوعہ تاج کتبخی لاہور)

عمر و بن شریل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے کہتے ہیں کہ رافضی یہود و نصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہر اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام عیسائیوں سے یہی سوال کیا جائے تو کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ ”من شر اهل ملنکم“ تمہاری ملت میں بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بد بخت جواب دیں گے ”اصحاب محمد ﷺ“

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ سے محبت و تعلق ایمان کا جزو ہے اور ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض و نفرت حدود و بیزاری کفر و نفاق کی علامت ہے۔ موجودہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان صحابہ کرامؓ کی عظمت و محبت سے اپنے دلوں کو معمور کریں ان کی زندگی کو اپنی زندگی کا آئیڈل بنائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان سے زیادہ کامل اور معیاری نمونہ کسی کی شخصیت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی محبت و عظمت کی قیمتی دولت سے نوازیں۔